

مہمان و میزبان

سید احمد خاں نے جن مقاصد کو پیش نظر رکھ کر "تہذیب الاخلاق" جاری کیا تھا ان میں ایک اہم مقصد مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح بھی ہے جس کے بعض پہلو آج بھی ویسے ہی اصلاح طلب ہیں جیسے کہ سرسید کے زمانے میں تھے۔ مندرجہ ذیل مضمون تہذیب الاخلاق سے نقل کیا گیا ہے اور اس کے دوسرے مضمون میں بھی قفا و قفا ثقافت میں تنازع کئے جائیں گے۔

مہمانی اور میزبانی کی خوبیوں اور برکتیں ایسی صریح اور صاف ہیں کہ ان کے بیان کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ آپس میں محبت اور تباہ بڑھانے کے واسطے یہ رسم بہت ہی موثر ثابت ہوئی ہے۔ اس رسم سے غیر بھی اپنے ہو جاتے ہیں بلکہ دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں اور اس کے جاری نہ رہنے سے قریب تر عزیزوں کی قدرتی محبت یوں بھی کمی آجاتی ہے۔ پس جو شخص اس قدر مفید ہو مناسب ہے کہ وہ ہر ایک قسم کے نقصانات اور خرابیوں سے پاک و صاف رہے ورنہ اس کے تمام فائدے برباد ہو جاویں گے۔ لیکن جس طریقہ پر اس عرصہ میں ہم لوگوں میں مہمانی اور میزبانی ہوتی ہے وہ کچھ مفید نہیں ہے بلکہ اعتراض کے قابل ہے اور کچھ شبہ نہیں کہ موجودہ رسم و رواج کے سبب اکثر اوقات مہمان اور میزبان دونوں کو تکلیف ہوتی ہے اس لیے ضرور ہے کہ مسلمان موجودہ طریقہ مہمانی اور میزبانی پر غور کریں اور جس قدر اصلاح اس میں ضروری ہو وہ عمل میں لادیں۔

اب ہم ان خرابیوں کا بیان کرتے ہیں جو قابل اعتراض ہیں۔ سب سے بڑی غلطی جو اکثر مہمانوں کی طرف سے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے میزبان کو پہلے سے اپنے آنے کی خبر نہیں کہتے حالانکہ اس بے خبر وارد ہونے سے میزبان کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور خود مہمان کو بھی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ علاوہ اس کے اس طرح پر بے خبر کسی کے مکان پر بطور مہمان کے وارد ہونا خلاف تہذیب بھی ہے۔

اکثر یہ ہوتا ہے کہ گھر والے کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں اس کے بعد مہمانوں کی آمد ہوتی ہے اور اس وقت ایک تازہ تشویش پیش آتی ہے۔ ادھر تو کھانے کا کچھ سہرا انجام نہیں ہوتا اور ادھر یہ خیال ہوتا ہے کہ مہمانوں کے واسطے کھانے میں دیر نہ ہو۔ نوکر جا کر جن کو دوبارہ پھر جو لہما لہما کھانا پڑتا ہے جہاں دل میں ناخوش ہوتے ہیں اور اگر کبھی رات کو نا وقت یہ مہانداری پیش آگئی تو اور زیادہ مصیبت آتی ہے اور یہ آفت خاص کر

ان مقامات میں زیادہ آتی ہے جو ریل کے اسٹیشنوں سے قریب ہیں۔ اب یہ ہوتا ہے کہ رات کے گیا رہ یا بارہ بج گئے ہیں یا رات ڈھل گئی ہے اور پچھلا پر ہے۔ سب لوگ اپنے آرام کی نیندیں لے رہے ہیں کہ یکایک دروازہ پر سے آدازیں آتی شروع ہوئیں "کوڑ کھو لو کوڑ کھو لو"۔ پھر بوجھ سونے والے ایسے غافل سوتے ہیں کہ مشکل سے جاگتے ہیں یا دروازہ سے بہت فاصلہ سے ہوتے ہیں یا جاڑوں کے موسم میں مکافوں کے اندر کوڑ بند کر کے سوتے ہیں۔ ایسی صورت میں بے خبر آنے والے مہمان کو گھڑیوں پکارنا پکارتے اور جلاتے جلاتے اور کوڑا کھٹکھٹاتے اور زنجیریں ہلاتے گدرا جاتے ہیں اور جب ان تمام مشکلات کے بعد کوڑ کھٹے اور صاحب خانہ بھی بڑی بے لطفی اور تکلیف کے ساتھ جگا یا گیا تو اب خیال کر لینا چاہیے کہ اس غریب پر اس وقت کیا گذرتی ہوگی۔ پھر کبھی یہ ہوتا ہے کہ مکان مختصر ہے یا اس میں پہلے سے اور مہمان فروکش ہیں اور مکان میں زیادہ جگہ نہیں ہے یا صاحب خانہ کسی ایسی تشویش میں ہے کہ اس کو اپنے مہمانوں سے باطنینا دوستی ملنے کی فرصت نہیں ہے۔ ان تمام باتوں کے لحاظ سے ضرور ہے کہ اپنے آنے سے قبل اپنے میزبان کو حتی الامکان اطلاع دی جاوے اور نہایت صفائی قلب اور دوستی کی بات یہ ہے کہ اگر کسی وقت میزبان یہ اطلاع دے کہ مجھ کو ملنے کی فرصت نہیں ہے تو بغیر کسی لال خاطر کے اپنے ارادہ کو ملتوی کرنا چاہیے میں نے بعض اوقات یہ بھی دیکھا ہے کہ ایسے میزبان نے اپنی تکلیف بچانے کے لیے یا مہمان کے آرام کی نظر سے مہمان کو کسی اور مکان میں آتا تو مہمان نے دل میں بہت ہی مہمانانہ حالانکہ میزبان کا یہ برتاؤ کسی طرح اعتراض کے لائق نہیں ہوتا بلکہ بڑی عمدہ بات خیالی کی جاتی ہے۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہو گا کہ جن خرابیوں کا ذکر اس مضمون میں ہے وہ صرف اس حالت سے متعلق ہیں جب کہ مہمان اور میزبان میں باہم زیادہ دوستی نہ ہو مگر یہ خیالی غلط ہے اس لیے کہ یہ ایسے امور ہیں جو بطور واقعات کے پیش آتے ہیں جن میں زیادہ دوستی ہونے یا نہ ہونے کو کچھ مداخلت نہیں ہے۔ کبھی اس بے خبر آنے کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اصل مقصود فوت ہو جاتا ہے جس سے ملنا مقصود ہوتا ہے وہ مکان پر نہیں ملتا اور زیادہ افسوس اس وقت ہوتا ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی یا ابھی آپ کے تشریف لانے سے تھوڑی ہی دیر پہلے وہ فلاں مقام کو روانہ ہو گئے اور تب حسرت کے ساتھ وہاں سے لوٹ جانا ہوتا ہے اور یہ ایک کافی سزا اپنے بلا اطلاع آنے کی اس وقت آنے والے کو مل جاتی ہے۔

اس بے خبر آنے کے علاوہ چند اور خرابیاں بھی بیان کے لائق ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ

بعض میزبانوں کے مزاج میں تکلف اس قدر ہوتا ہے کہ ان کا ہمان بھی تنگ آجاتا ہے۔ ان تکلفات کی وجہ سے کھانا اکثر دیر میں ملتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے اور میزبان کو بھی زیادہ عرصہ تک اپنے عزیز ہمان کا قیام ناگوار معلوم ہونے لگتا ہے اور اس کے آنے کی وہ ساری خوشی اس کی موجودگی ہی میں جاتی رہتی ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ کسی مقام پر اپنے ایک دوست کے ہاں ہمان ہونے۔ اُن کے دوست نے بہت اہتمام سے اُن کی ہمانداری کی۔ بہت تکلف کے کھانے کو اُسے اور بڑی شان کے ساتھ دسترخوان چنا گیا۔ شیخ نے جب یہ سامان دیکھے تو بے اختیار ان کی زبان سے یہ نکلا اُسے دعوت شیراز۔ صاحب خانہ نے یہ سمجھا کہ دعوت کے اہتمام میں کچھ کمی رہی۔ اس لیے اس نے دوسرے تیسرے وقت میں پیش از پیش اہتمام کیا لیکن ہر مرتبہ شیخ نے وہی افسوس ظاہر کیا۔ آخر شیخ نے جب دیکھا کہ اب میزبان کو بہت تکلیف ہوتی ہے تو انہوں نے اپنی اقامت کو مختصر کیا اور میزبان سے رخصت ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کے اس میزبان کا گذر شیراز میں ہوا اور شیخ کے ہاں آتا۔ اور دل میں اس بات سے بہت خوش تھا کہ اب شیراز کی دعوتوں کے اہتمام دیکھنے میں آدیں گے۔ جب کھانے کا وقت آیا تو شیخ گھر میں گئے اور وہاں سے وہی روزمرہ کا سیدھا سا وہ کھانا لے آئے اور اپنے دوست کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ بسم اللہ کھئے۔ اُس وقت شیخ کے دوست کو بہت ہی حیرت ہوئی اور اس نے آہستہ آہستہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کھانا شروع کر دیا۔ شیخ نے اس کی حیرت کو دیکھ کر کھانا کھا پکنے کے بعد اس سے کہا کہ اے دوست دعوت شیراز سے میرا یہی مطلب تھا۔ تم نے میرے واسطے بہت سا تکلف کیا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اگر میں زیادہ قیام کرتا تو تم کو سخت ناگوار لگتا اور میری ہمانی خوشی کی جگہ مال سے مبدل ہو جاتی اس لیے میں نے اس وقت مجبور ہو کر اپنی مدت اقامت کو مختصر کیا اور جس غرض سے میں وہاں گیا تھا وہ بھی پوری نہ ہوئی۔ نہ میں اچھی طرح وہاں ٹھہر سکا نہ سیر کر سکا اور جلدی سے رخصت ہوا۔ یہاں اب آپ جس قدر مدت تک چاہیں قیام کریں۔ جتنے دنوں آپ رہیں گے میری خوشی بڑھتی جاوے گی۔

میرا مطلب اس حکایت سے یہ نہیں ہے کہ اپنے دوستوں کی ہمانی کے زمانہ میں اُن کی خوشی خاطر کے لیے مطلق توجہ نہ کی جاوے۔ نہیں بلکہ میرا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ کیا جاوے ایسے اعتدال سے کیا جاوے جو آئینہ بھسکے اور ہمان کے قیام سے سوائے خوشی کے دوسری بات حاصل نہ ہو۔

ان تکلفات کے علاوہ ایک اور اہتمام بھی جو اکثر عمل میں آتا ہے ہمان اور میزبان دونوں کے لیے سخت تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ اور وہ ہمان اور میزبان کا ساتھ کھانے پر اصرار کرنا ہے۔ اگر اتفاق سے

اُن میں سے کوئی باہر کو چلا گیا اور آنے میں دیر ہوئی تو دوسرے صاحب اس کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا نہیں کھاتے اور جب زیادہ دیر ہوگی ہے تو جی میں نہایت تنگ ہوتے ہیں۔ تماش کے واسطے چاروں طرف کو آدمی دوڑائے جاتے ہیں اور جب بڑی دیر کے بعد دوسرے صاحب آتے تب کھانا نصیب ہوتا ہے۔ اگر اتفاق سے کسی صاحب خانہ نے بلا انتظار اپنے مہمان کے کھانا کھا لیا اور مہمان صاحب بعد کو آئے تو بہت کم مہمان اس مزاج کے ہوتے ہیں جو مہربان کے اس برتاؤ سے بُرا نہ مان جاتے ہوں۔ میں نے خود ایک دفعہ یہ دیکھا ہے کہ ایک مہمان جو باہر کو گئے ہوئے تھے جب وہ ایک بجے تک بھی نہ آئے اور صاحب خانہ نے ظہر کی نماز بھی پڑھ لی تب مجبور ہو کر بلا انتظار مہمان کے کھانا کھا لیا۔ اس کے بعد مہمان صاحب سیر کر کے بھوکے پیاسے واپس تشریف لائے اور تھک کر بیٹھ گئے۔ اور فرمانے لگے کہ آج تو مرٹے جس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ بھوک بھی ان کو لگی ہوئی ہے اور بشرہ سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا تھا لیکن جب انہوں نے یہ سنا کہ صاحب خانہ نے کھانا کھانے میں میرا انتظار نہیں کیا تو نہایت ہی بُرا مانا۔ یہاں تک کہ کھانا بھی نہ کھایا اور یہ غدر کر دیا کہ میں بھی کھانا کھا چکا۔ ایک دوست مل گئے تھے انہوں نے بغیر کھانا کھلانے نہ اُٹھتے دیا۔ اب غور کرنا چاہیے کہ ان حماقتوں کا کیا نتیجہ ہوگا۔ کیا اس مہمانی اور اس میزبانی سے کچھ محبت اور خوشی بڑھ سکتی ہے۔

ایک اور خراب طریقہ یہ ہے کہ مہمان کو کوئی موقع تخلیہ اور آرام کا نہیں ملتا اور یہ خرابی دو وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اول اس لیے کہ ہمارے مکانات کا طرز خراب ہوتا ہے۔ دوم بیٹے بیٹے کا طرز بھی اچھا نہیں ہے۔ ہمارے مکانات اس طرح علاحدہ علاحدہ حصوں میں تقسیم نہیں ہوتے کہ ہر ایک شخص کے لیے بغیر اس کے کہ اوروں کو تکلیف ہو آرام کے ساتھ تخلیہ ممکن ہو۔ ایک ہی کھلا ہوا مکان ہوتا ہے۔ وہی اپنے بیٹھنے اُٹھنے کا وہی مہمانوں کے قیام کا۔ اگر کوئی بیمار ہے تو اسی مکان میں ہے۔ چوتراہ کے نیچے نال بھیکا بھی اسی کے سامنے چڑھا ہوا ہے۔ ایک طرف کو ملاں لڑکے بھی اسی مکان میں بڑھا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ اور اس لیے صاحب خانہ مجبور ہوتا ہے اور اپنے مہمان کے لیے کوئی موقع تخلیہ کا آسانی سے موجود نہیں کر سکتا۔ اس خرابی کا دور کرنا بالفعل غریب اور متوسطہ احوال شخصوں کے اختیار سے باہر ہے لیکن امرات کو اس طرف توجہ کرنا ضرور ہے۔ چنانچہ بعض امراء اپنے نو تعمیر مکانوں میں اس قسم کی رعایتیں اب ملحوظ رکھتے ہیں یا ان کے متعدد مکانات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے یہ وقتیں اُن کو کتر پیش آتی ہیں۔ لیکن اکثر امراء کو اب تک بھی اس طرف توجہ نہیں ہے۔ اور ان کی پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ روپیہ کی عمارتیں اب تک بھی

اکثر اسی پرانے نقشہ پر بنائی جاتی ہیں۔ جن میں نہ سروسی کا آرام نہ گرمی کا۔ نہ مہمان کے لیے کوئی تخلیہ ممکن نہ اپنے لیے۔ پس اگر ہمارے اس طرف توجہ کریں تو آخر کار متوسط الحال شرفابی ان کی پیروی کریں۔ اور رفتہ رفتہ غریبا بھی حتی الامکان انہیں کی تقلید کرنے میں سعی ہوں۔

ایک اور تکلیف مہمان اور میزبان کے طرز ملاقات سے پیدا ہوتی ہے جس وقت مہمان کسی اپنے دوست یا عزیز و قریب کے مکان پر وارد ہوا۔ صاحب خانہ اور اس کے اور عزیز و اقارب اور دوست و آشنا سب اس مہمان غریب کے گرد ہونے اور گھڑیوں اور گھنٹوں بلکہ پرول اس کے پاس بیٹھنا شروع کیا۔ ایک صاحب اٹھ کر تشریف لے گئے تو دو صاحب اور آمو جو دو ہوئے۔ غرض ہر وقت یہ جلسہ اس کے پاس رہنے لگا۔ اب جتنا کوئی مہمان کسی کو عزیز مہما اسی قدر یہ اہتمام زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ عزیز کی مٹھی زیادہ خوار ہوتی ہے۔ بہت ہی کم ہم سے وال ایسے بے تکلف مہمان ہوتے ہیں جو اس حجم غفیر کا کچھ ادب اور لحاظ نہیں کرتے اور اپنے آرام میں خلل نہیں ڈالتے۔ اور میزبان بھی ایسے بہت کم ہیں جو اپنے مہمان کی مکان راہ اور صعوبات سفر کے لحاظ سے اس کے آرام و آسائش کا خیال کرتے ہوں۔ اور بخوشی خاطر ان کو ایسا موقع دیتے ہوں کہ جب تک وہ چاہیں آرام کریں اور خط و کتابت وغیرہ کا جو کچھ شغل وہ چاہیں تخلیہ میں اطمینان کے ساتھ کر سکیں۔ ایک اور بڑی مشکل یہ ہے کہ مہمان بھی چونکہ ہماری ہی جنس سے ہوتے ہیں اور اسی قسم کے تپاک اور طرز ملاقات کے عادی ہوتے ہیں اس لیے ایسا بھی اکثر ہوتا ہے کہ اگر کوئی میزبان یا میزبان کا کوئی عزیز و قریب اپنے مہمان کے پاس زیادہ حاضر نہ رہے تو مہمان صاحب بھی برا بان جلتے ہیں اور حماقت سے یہ سمجھ کر کہ ہماری کچھ قدر و منزلت نہ ہوئی خود اپنی نظروں میں حقیر اور تھوڑے ٹھوڑے ہونے لگتے ہیں۔ اس لیے صاحب خانہ اپنے مہمان کے سر پر ہر وقت ایک بک بک کرنے والا سپرہ متعین کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ یہ کیسی کچھ وقت اور تکلیف کی بات ہے اور چونکہ ہم خواہ بچھیت مہمان اور خواہ بچھیت میزبان اس قسم کی تکلیفیں بھیلنے کے عادی ہو رہے ہیں اور اپنے بیش بہا وقت کو درگاہ کھونے میں نہایت مشاق ہیں اس لیے یہ برتاؤ ہم کو کچھ زیادہ ناگوار نہیں گذرتا ورنہ وہ شخص جو اپنے وقت کی کچھ بھی حفاظت کرتا ہو ایک دن کے واسطے بھی کبھی کسی کے ہاں اس طرح مہمان ہو کر مایوس کسی تانا شاہ کا میزبان ہو کر خوش نہیں رہ سکتا۔

مہمانی اور میزبانی کی ان تمام مذکورہ بالا مصیبتوں کے علاوہ اور بہت سی ایسی فضول باتیں ہیں جو ہم کو گول میں راج ہیں اور جن کے بیان کرنے کے واسطے ایک مستقل رسالہ مرتب ہونا چاہیے۔ اس لیے

میں ان کی طول طویل تفصیلوں میں پڑنا ضروری نہیں سمجھتا اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ بڑی بڑی خرابیاں جن مہمان نے اوپر ذکر کیا رخ ہو جائیں تو اور چھوٹی چھوٹی خرابیاں بھی جو انہیں بڑی خرابیوں سے پیدا ہوتی ہیں خود بخود رخ ہو جائیں گی۔ لیکن ختم مضمون پر اس تازہ مصیبت کا تذکرہ البتہ مناسب ہے جو مہمان کو رخصت کے وقت فرمان واجب الاذعان آمدن بہ ارادت و رخصت بہ اجازت سے پیش آتی ہے۔

مہمان نے اب ڈرتے ڈرتے اور نگاہیں نیچی کر کے صاحب خانہ سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی مگر صاحب خانہ نے صاف انکار کیا۔ مہمان ہر چند منت کرتا ہے اور اپنی سخت سخت ضرورتیں بیان کرتا ہے لیکن صاحب خانہ راضی نہیں ہوتے۔ اس مجلس میں اور جن قدر صاحب موجود ہوتے ہیں وہ بھی اپنا فرض یہی سمجھتے ہیں کہ صاحب خانہ کی تائید کریں۔ وہ بھی مہمان کو قیام کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور اس بے کسی کے گھنٹے میں ایک متنفس بھی ایسا نہیں دکھلائی دیتا جو خدا لگتی ہوئی کسے اور مہمان کی بے کسی پر بھی رحم کرے۔ کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ ابھی آپ کہاں جاویں گے کوئی فرماتے ہیں کہ خاں صاحب کا کہنا نیچے نہ ڈالیے۔ خاں صاحب حریف رخصت سے جہاں تیور ہی پڑھائے ہوئے فرماتے ہیں کہ کبھی نہ کبھی تو آپ تشریف لائے اور آتے ہی جانے کی سنائی۔ آپ کے اس آنے سے نہ آنا بہتر تھا۔ دنیا کے کام پلے ہی جاتے ہیں۔ یہاں آپ کب تک آتے ہیں۔ المختصر یہاں تک اس مہمان کو تنگ کیا جاتا ہے کہ وہ سخت رنج میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اپنے دل میں کہتا ہے کہ الہی میں کس عذاب میں آگیا اور کیونکر اس سے نجات ہوگی اور اپنے آنے پر نہایت افسوس کرتا ہے اور قدر درویش برجان درویش ایک وہ مقام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ پھر کیا یہ قیام فریقین میں کچھ محبت اور خوشی کو بڑھا سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بڑھا سکتا بلکہ برعکس اس کے دلوں کو رنجیدہ کر دیتا ہے۔

اگر کوئی سخت بے حیا مہمان ہو اور اس نے نالائقی سے اپنے شفیع میزبان کے اصرار پر کچھ خیال نہ کیا اور سمجھانے والوں کی بات بھی نہ مانی اور چلنے کا ارادہ مصمم ہی کر لیا تو اب یہ جنجال کسی طرح اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا کہ کھانا کھا کر جانا ہوگا۔ اور یہ اصرار خاص کہ ان مقامات میں مہمانوں کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے جہاں ریل کے اسٹیشن قریب ہیں اور مسافروں کو ریل کے ذریعے سے سفر منظور ہوتا ہے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ تازے سفر میں کوئی دوست اپنے دوست سے ملنے کے واسطے جو کسی اسٹیشن سے قریب ہوتا ہے اترا اور یہ ارادہ کر لیا کہ دوسرے وقت کی ریل میں چلا جاؤں گا۔ ایسے مسافروں سے بھی جب وہی معمولی تکلف آمیز جھگڑے اور قصے پیش آتے ہیں تو ان کو سخت حیرانی ہوتی ہے۔

ادھر ریل کے وقت میں صرف ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ باقی ہے۔ یہاں صاحب خانہ کے ہاں نوکر بازار

سے گوشت لے کر بھی نہیں لوٹا۔ مہمان کتا ہے کہ برائے خدا مجھ کو رخصت کیجئے۔ لیکن صاحب خانہ اس میں اپنی نہایت ذلت سمجھتے ہیں کہ بغیر کھانا کھانے یا کھانا ساتھ لیے مہمان گھر سے رخصت ہو۔ اب نوکر بھی بازار سے آگیا اور ریل کا وقت بھی بہت نزدیک پہنچا اور مہمان پر ایک سخت اضطراب کی حالت طاری ہوئی کبھی وہ اپنے اس خوف کو کہ ریل چلی جاوے گی اور میں رہ جاؤں گا شرم سے ضبط کو کہے چپکا ہو رہا اور کچھ دیر کے بعد گھبرا یا اور کئی دفعہ چلنے کے قصد سے اٹھنا چاہا مگر صاحب خانہ نے نہ اٹھنے دیا۔ آخر جب وقت بہت ہی نزدیک آگیا اور صاحب خانہ کو بھی کچھ ندامت سی ہوئی تو وہ بھی جلدی سے اٹھے۔ نوکر بازار کو پھر بھاگا گیا کچھ مٹھائی بازار سے آئی۔ کچھ آدھا کچا آدھا کچا کھانا میزبان صاحب گھر میں سے لائے اور ہنزار عشت و شتابی مہمان نے دس یا سچ نغمے کھائے اور تھوڑا سا کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ میزبان صاحب اب بھی مصر ہونے کہ آپ نے کچھ نہ کھایا اور کھائے۔ غرض جس طرح سے ہوا وہ کم بخت مہمان صاحب خانہ سے رخصت ہوا۔ سڑک پر دوڑ کر خدمت گزار نے بان دیا۔ اب مہمان صاحب بھاکم بھاگ اسٹیشن کو چلے۔ راستے میں ریل کی آواز سنائی دی اور بھی اوسان خطا ہوئے۔ گاڑی بان سے تقاضا ہوا کہ جلدی چلو اور کچھ دوڑ پہنچ کر انعام کا بھی وعدہ کیا گیا۔ اس نے بھی بے تحاشا گاڑی دوڑائی اور ریل چھوٹنے سے بھی پہلے اسٹیشن پر پہنچا دباؤ کرایہ اور انعام لے کر علاحدہ ہوئے۔ اسٹیشن کے مزدور چلائے کہ پہلی گھنٹی ہو چکی ہے جلدی چلو ٹکٹ گھر میں پہنچ کر جلدی سے ٹکٹ لیا۔ اتنے میں دوسری گھنٹی بھی ہوئی۔ میاں اور مزدور دوڑے جب ہی اسٹیشن کے اندر کے جو تڑہ پر آئے تیسری گھنٹی ہوئی۔ سیٹی بجی اور ریل نے آہستہ آہستہ آگے کو بڑھنا شروع کیا اب مہمان کم بخت حیران کھڑا ہے اور حسرت کے ساتھ ٹرین کی اس نرم نرم رفتار کو دیکھ رہا ہے۔ اسباب والے مزدوروں نے سمجھایا کہ میاں آپ ہی نے دیر کر دی۔ جانا تھا تو گھڑی بھر پلا سے آئے ہوتے۔ اب چلو دوسرے وقت کی ریل پر جانا۔ یہ سن کر مہمان غریب لوٹا اور پھر گاڑی کرایہ کر کے میزبان صاحب کے مکان پر آیا۔ راستہ میں سو سو طرح کے ممکن خیالات نے اس کو رنجیدہ کیا۔ جب مہمان مکان پر آئے تو میزبان صاحب دور سے دیکھتے ہی بے اختیار ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ کیئے ریل پر ہو آئے۔ آپ نے تو کمال کر دیا تھوڑی ہی دیر میں پہنچ بھی گئے اور پھر چلے بھی آئے۔ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ آج نہ جاؤ۔ ہمارا کہنا نہ مانا یہ اس کی سزا ہے۔

اب ہم اپنے اپنا کئے جس سے اس طریق مہمانی اور میزبانی پر انصاف چاہتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آیا یہ طریقہ تبدیل اور نرمیم کے لائق ہے یا نہیں۔ کیا ایسے برتاؤ کی حالت میں کوئی مہمان خوشی سے کسی

اپنے دوست کے پاس آنے کا ارادہ کرے گا۔ یہ کوئی آدمیت ہے کہ اپنے عزیز مہمان کی تمام ضرورتوں کی طرف سے آنکھیں بند کر کے قیام پر جا بلا نہ اصرار کیا جاوے۔ ایسی مصیبت کی حالت میں سفر کرنے والوں کو انواع و اقسام کی تکلیف ہوتی ہے۔ وہ اپنے کوچ و مقام کا کوئی انتظام اپنے اختیار سے نہیں کر سکتے نہ اپنے وقتوں کی تقیم پر قادر ہو سکتے ہیں اور اس کے علاوہ بہت سے ہرج اور نقصان جو اس قسم کی مزاحمت سے پیدا ہوتے ہیں اور ہو سکتے ہیں ان کی وجہ سے بجائے ملاقاتوں کی خوشی کے ایک قسم کا طلال اور رنج پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ہماری خواہش یہ ہے کہ ہمارے اس مضمون کے پڑھنے والے ہمارے اس مسئلہ پر انصاف سے غور کریں اور جو رسم و رواج اصلاح کے قابل ہیں اس میں مناسب اصلاح کریں۔ تاکہ مہمانی اور میزبانی کی خوشیاں اور زیادہ ہوں اور مہمان یا میزبان کسی کو تکلیف نہ ہو اور وہ اصلا میں جیسا ہم نے اوپر مفصل بیان کیا ہے مفصلہ ذیل مراتب میں ہونا چاہیے۔

اول حتی الامکان بنا اطلاع کسی کے ہاں آنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ گو باہم کسی ہیے تکلفی اور گنگلت ہو جہاں تک ممکن ہو اس قدر پہلے اطلاع دی جاوے کہ جواب بھی آسکے ورنہ کم سے کم ایک دن پہلے میزبان کو اطلاع ہو جاوے۔ اگر بدرجہ مجبوری یہ بھی نہ ہو سکے تو رات کے وقت حتی الوسع کسی کے مکان میں پہنچنے سے کنارہ کیا جاوے مگر جب ایسی کوئی سخت ضرورت پیش آجاوے۔

دوم دعوت میں اس قدر تکلف نہ کرنا چاہیے جس سے اپنے عزیز مہمان کا قیام آخر کار ناگوار معلوم ہونے لگے۔ بیچ بیچ کی چال ہمیشہ بہتر ہوتی ہے و حیر الامور اوسطا۔

سوم یہ خیال بھی کہ میزبان و مہمان عموماً ساتھ ہی کھانا کھاویں ترک کرنا چاہیے۔ کھانے کے معمولی وقت پر اگر کوئی فریق غیر حاضر ہو تو اس کی حاضری کا انتظار نہ کیا جاوے اور فریق غیر حاضر کو دوسرے فریق کی اس کاروائی سے آزرہ نہ ہونا چاہیے۔

چہارم تخلیہ کے موقع کا بھی جہاں تک ممکن ہو خیال رکھنا چاہیے تاکہ مہمان اور میزبان دونوں کو آرام ہو۔ ہر وقت کے پاس اٹھنے اور بیٹھنے سے تکلیف بھی ہوتی ہے اور ملاقاتوں سے بھی جگہ جاتا ہے۔ اور امراء طرز عمارت کا بھی خیال کریں۔

پنجم آمدن بہ ارادت رفتن بہ اجازت کے غلط اصول کو بھی متسوخ کرنا چاہیے اور دونوں باتیں آنے والے کی مرضی پر منحصر کرنی چاہئیں۔ تاکہ ہر شخص اپنے کوچ و مقام کا انتظام ٹھیک ٹھیک کر سکے۔